Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | سوموار ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، یکم اخاء ۱۳۶۹ ہش، یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۲۳

درخواست دعا

ربوہ ۔ ۳۰ ستمبر: لندن سے بذریعہ فون موصول ہونے والی اطلاع کیمطابق حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دل کے عارضہ کی تکلیف ہوئی تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے ۔ اب طبیعت پہلے سے بہت بہتر ہے ۔

احباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور اپنی رحمت اور فضل سے نوازتا رہے ۔

(مرزا منصور احمد)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ثابت قدمی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ جب تک استقامت نہ ہو، بیعت بھی ناتمام ہے ۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ جب تک اُن میں سے انسان گذر نہ لے منزل مقصود کو پہنچ نہیں سکتا ۔ امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ امن اور آرام کے وقت تو ہر ایک شخص خوش رہتا ہے اور دوست بننے کو تیار ہے ۔ مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۹۷ - ۱۹۸)

"صبر بڑا جوہر ہے ۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے ۔ جماعت کو چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے اور گالیوں کے عوض میں گالی نہ دے ۔ جو شخص ہمارا مکذّب ہے اس پر لازم نہیں کہ وہ ادب کے ساتھ بولے ۔ اس کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی بہت پائے جاتے ہیں ۔ صبر جیسی کوئی شئے نہیں مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے ۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۰۰)

روحانی خزائن کا مطالعہ

ہم میں سے ہر ناصر کو اپنے علم و فضل میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے ۔ ایک ایمان لانے والے کی شان یہی ہے کہ اس کے دو دن ایک جیسے نہیں ہوتے ۔ اس کا ہر نیا دن گزرے ہوئے دن کی نسبت زیادہ بہتر اور زیادہ بلند شان کا حامل ہونا چاہئے اس کے لئے مطالعہ قرآن کریم ۔ احادیث مبارکہ لازمی ہے اور روحانی خزائن کی مقررہ کتب کا باقاعدگی سے مطالعہ ناگزیر ہے ہر ناصر کے سرہانے کے پاس مقررہ کتاب روزانہ مطالعہ کے لئے موجود ہی چاہیئے ہر ناصر کی صبح کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ سے ہونا چاہیئے اور دن بھر کی بھاگ دوڑ کے بعد رات کو سونے سے قبل آدھ پون گھنٹہ روحانی خزائن کی مقررہ کردہ کتاب کا مطالعہ ہر ناصر کی روزانہ زندگی کا معمول ہونا چاہیئے ۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تمام جماعتوں کے امراء صدر صاحبان عہدیداران اور مربیان کرام اپنے اپنے ہاں حسب حالات ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء بروز بدھ یا جیسا مناسب ہو جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری شان کے ساتھ منانے کا اہتمام کریں اور پھر جلد ان جلسوں کی رپورٹیں بھی ارسال مرکز کریں ۔

(نائب ناظر اصلاح وارشاد)

جانوروں پر رحمت اور شفقت بھی دین کا حصہ ہے ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو، اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں ۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں ۔

خدام کی توجہ کے لئے

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ کے تحت دوران سال کے چوتھے مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان 'سچائی' ہے جس کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اکتوبر ۹۰ء ہے ۔

(مہتمم تعلیم)

زمانہ کی شکایت نہ کرو یہ بھی قابلِ قدر چیز ہے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"ہر ایک وقت جو انسان پر گزرتا ہے اس کو فنا لازم ہے ۔ اس طرح انسان کے اجزاء بھی ہر آن میں فنا ہوتے ہیں ۔ اور ہر آن نئے اجزاء پیدا ہوتے ہیں ۔ اسی طرح ایک نئی مخلوق بن کر انسان اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے ۔ جب میں جوان تھا تو میرے سارے بال سیاہ تھے ۔ آج کوئی بال سیاہ نہیں ۔ جب ہم نئی حالت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں تو ہر وقت اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں (ترجمہ "اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں" کے معنی ہیں کہ ہر آن میں تم ہمارے محتاج ہو ۔ اگر میرا فضل و کرم نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ۔ ایک بات اصل میں یہ ہے کہ لوگ زمانہ کو بُرا کہتے ہیں ۔ شاعروں نے تو یہ غضب کیا کہ دنیا کا ہر ایک دکھ اور مصیبت زمانہ کے سر تھوپ دیا ۔ خدا تعالیٰ کا نام ہی درمیان سے نکال دیا ۔ گردش روزگار کی اس قدر شکایت کی ہے جس کی حد نہیں ۔ گویا ان کا دارومدار ۔ ان کا نافع اور خسار سب کچھ زمانہ ہی ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے زمانہ کی شکایت نہ کرو ۔ یہ بھی قابلِ قدر چیز ہے ۔ عصر کے بعد پھر کوئی وقت نہیں ہوتا جو ہم فرض نماز ادا کریں ۔ میرا یقین ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا رسول جس کے جانشین ہمیشہ ہوتے رہیں گے اب دنیا میں نہ آئے گا ۔"

خطبہ فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: ـــــ آغا سیف اللہ ، پرنٹر: ـــــ قاضی منیر احمد
مطبع: ـــــ ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقامِ اشاعت: ـــــ دارالنصر غربی ربوہ ، قیمت: ـــــ ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم اخاء ۱۳۶۹ہش — یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء

ہم اور ہماری نیتیں

عام طور پر لوگ کہہ دیتے ہیں "جو ہوا سو ہوا۔ لیکن ہماری نیت ٹھیک تھی۔ اس لئے آپ کو ہمارے کام کے نتائج پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔" اور جواب یہ ملتا ہے کہ ہم آپ کی نیت کو نہیں جانتے ہمیں تو نتائج سے غرض ہے۔ اگر نتیجہ ٹھیک نہیں نکلا تو ہمیں آپ کی نیت سے کیا غرض۔ اور یہ گفتگو آپس میں تلخی پیدا کر دیتی ہے۔ تلخی اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ نیت کا واقعی کسی کو علم نہیں ہو سکتا۔ اس بات کا علم صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے کہ کس نے کیا نیت کی۔ اور کن حالات میں وہ نیت کی اور اس نیت میں وہ کس قدر مخلص تھا۔

حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے کہ

"اعمال کے نیتوں پر دارومدار ہونے کا قانون جو روحانی اور طبعی ہے اس کا اطلاق انسانی قوانین پر ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ حکمت اور بہت گہری حکمت جو اس چھوٹے سے کلمہ میں بیان فرمائی گئی ہے اس کا معاملات پر اطلاق تبھی ممکن ہے جب معاملہ کا فیصلہ کرنے والا عالم الغیب ہو یا ایسا طبعی قانون ہو جو ہمیشہ انصاف کے ساتھ عمل کرتا ہے۔ بس اس پہلو سے دنیا کے قوانین میں اس حکمت کا کوئی بھی دخل نہیں۔"

یہ بات اتنی اہم ہے کہ اگر ہم سب نیت کے بارے میں یہ اہم نکتہ سمجھ لیں تو یقیناً بدظنی کا موقعہ بھی پیدا نہ ہو اور انسان کو اپنی نیت کے متعلق غلط بیانی بھی نہ کرنی پڑے۔

ہم جو کام بھی کریں اور خاص طور پر ایسا کام جس کا تعلق دوسروں سے ہو اس میں نیت کا معاملہ اپنے ہی پاس رکھیں۔ خود تو ضرور پرکھیں کہ ہماری نیت کیا تھی۔ کہاں تک درست تھی اور مضبوط تھی اور کس حد تک ہم نے اس کے مطابق کام کیا ہے لیکن کسی دوسرے سے یہ کہنا کہ "میں نے تو نیک نیتی سے کام کیا ہے۔ اگر نتیجہ ٹھیک نہیں نکلا تو میں کیا کروں" کسی طرح بھی درست نہیں۔ لوگ تو کام کے نتائج کو دیکھتے ہیں۔ نیت کو پرکھنا بھی چاہیں تو پرکھ نہیں سکتے۔ پھر یہ بات کہنے کا کیا فائدہ۔

ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ ہماری نیت نیک ہو۔ ہم اس نیت کے مطابق خلوص سے کام کریں اور اللہ تعالیٰ ہمارے ہر کام کے بہتر نتائج مرتب فرمائے کیونکہ نیت کے متعلق ہمارے اپنے اندازے بھی لازم نہیں کہ درست ہوں۔ البتہ خدا ہماری الٹی بات کو بھی سیدھی کر سکتا ہے۔

حاضری میری تو لازم ہے مگر
آپ کی کیا حاضری لازم نہیں
میرے آنے پر اگر غائب ہوں آپ
ڈھونڈنے میں بھی چلا جاؤں کہیں

ابوالاقبال

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا رہے)

کا فکر انگیز کلام

جو دل پہ زخم لگے ہیں مجھے دکھا تو سہی
ہوا ہے حال ترا کیا مجھے سنا تو سہی

ثمارِ عشق ہیں کیسے! کبھی تو چکھ کر دیکھ
یہ بیج باغ میں اپنے کبھی لگا تو سہی

لگاؤں سینہ سے۔ دل میں بٹھاؤں میں تجھ کو
نہ دور بھاگ یونہی۔ میرے پاس آ تو سہی

وہ منہ چھپائے ہوئے مجھ سے ہمکلام ہوئے
جمال گو نہ ہوا۔ خیر کچھ ہوا تو سہی

فریب خوردۂ الفت۔ فریب خوردہ ہے
مگر تو سامنے اس کو کبھی بلا تو سہی

وہ آپ خود چلے آئیں گے تیری مجلس میں
خودی کے نقش ذرا دل سے تو مٹا تو سہی

برا جما کہ بھلا اپنی اپنی قسمت ہے
ہمارے دل پہ ترا نقش کچھ جما تو سہی

زمانہ دشمنِ جاں ہے تو اس کی جانب پھر
تو اس کو اپنی مدد کے لئے بلا تو سہی

نظر نہ آئے وہ تجھ کو یہ کیسے ممکن ہے
حجاب آنکھوں کے آگے سے تو ہٹا تو سہی

نکلتے ہیں کہ نہیں روح میں پرِ پرواز
تو اپنی جان کو اس شمع میں جلا تو سہی

جو دشت و کوہ بھی رقصاں نہ ہوں مجھے کہیو
تو اس کی سُر سے ذرا اپنی سُر ملا تو سہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

جدید اسلحہ اور عراق

جتنی غیر ملکی فوج سعودی عرب میں جمع ہو گئی ہے اس کا تصور کرتے بھی ڈر لگتا ہے۔ عراق نسبتاً ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اگرچہ ترقی پذیر ممالک میں سے وہ خاصا ترقی یافتہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جن ممالک کی فوجیں سعودی عرب میں عراق کے مقابلے کے لئے جمع ہو گئی ہیں۔ ان کے ساتھ اس کا کسی صورت بھی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود عراق اپنی بات پر ڈٹا ہوا ہے اور اس کا ہر بیان اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ختم تو ہو سکتا ہے لیکن جھک نہیں سکتا۔ جیسے عام طور پر کہتے ہیں کہ ٹوٹ تو سکتا ہے لیکن اس میں جھکنے کی لچک نہیں پیدا ہو سکتی۔

جہاں تک جنگوں کا تعلق ہے۔ ہم سمجھتے ہیں اور تاریخ ہی کے حوالے سے ہم سمجھتے ہیں کہ جنگ ان ہتھیاروں سے نہیں جیتی جاتی جن کا اعلانیہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جیتنے والے کے پاس کوئی ایسا اسلحہ ضرور موجود ہوتا ہے جس کا ذکر وہ اس لئے نہیں کرتا کہ دوسری پارٹی کو پتہ نہ چل جائے۔ اور اچانک اس اسلحہ کو استعمال میں لا کر وہ جیت جاتا ہے کیونکہ جہاں تک ہتھیاروں کی عمومی موجودگی کا سوال ہے وہ تو دونوں طرف موجود ہوتے ہیں۔ اور جنگ کو جاری رکھنے کے لئے ان کا استعمال نہایت ضروری ہوتا ہے لیکن ایک پتہ ان کے پاس ایسا ہوتا ہے جسے وہ بالکل آخیر پر استعمال کرنا چاہتے ہیں اور جس کی وجہ سے وہ دوسری پارٹی کو پوری طرح شکست دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

جرمنی کے ایک میگزین نے حال ہی میں بتایا ہے کہ عراق کے پاس ایک ایسا بم موجود ہے جس کی شاک ویوز یعنی صرف اس کے پھٹنے سے جو ارتعاش پیدا ہوتا ہے وہ اتنی طاقت کا ہے جتنی کہ ایک چھوٹے اٹامک بم کی ہوتی ہے۔ یہ بات جرمنی کے خبری میگزین ڈر سپیگل DER SPIGEL نے گذشتہ روز بیان کی ہے۔ اس میگزین نے یہ بھی بتایا ہے کہ عراق کی اسلحہ ساز فیکٹریاں ایسا تیزاب بھی تیار کر رہی ہیں جسے پروسک PRVSSIC تیزاب بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعے ماسک جو گیس سے بچنے کے لئے پہنے جاتے ہیں ان میں سوراخ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ یہ بات آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے اس قسم کا سوراخ ہو جانے کے بعد ماسک تو بالکل بے کار ہو جاتا ہے اور ماسک پہننے والے پر زہر پوری طرح اثر انداز ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی ٹیکنیک مغربی جرمنی اور مغرب کی دوسری مملکتوں کی بعض کمپنیوں نے عراق کو مہیا کی تھی۔ اور ترقی پذیر ممالک میں سے عراق وہ پہلا ملک ہے جس کے پاس چھوٹے ایٹم کے مطابق شاک ویو والا بم موجود ہے جنگ کے دنوں میں تو دونوں طرف سوچ بچار جاری رہتی ہے اور اندازے لگتے رہتے ہیں کہ کس کے پاس کیا ہے اور وہ کتنا مہلک ہے اور اس سے کس طرح بچا جا سکتا ہے۔ اور دوسرے پر کس طرح حملہ کیا جا سکتا ہے عراق نے صدر بش کے رویے کے متعلق علی الاعلان یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اگر ناراض عربوں نے امریکی مفادات پر حملے کئے تو اسکی ذمہ داری مکمل طور پر صدر بش پر ہو گی۔ عراق نے مصر کے صدر حسنی مبارک کو بھی متنبہ کیا ہے کہ جس طرح انور سادات کا انجام ہوا تھا ویسا ہی انجام صدر حسنی مبارک کا بھی ہو گا۔ صدر بش نے اس خطرے کا اظہار کیا ہے کہ امریکی مفادات پر عراق کے حامی فلسطینی لوگ حملے کریں گے اور اگر ایسا ہوا تو وہ صدر صدام کو بلا واسطہ اس کا ذمہ دار قرار دیں گے۔

صدر بش کے اس بیان کے سلسلے میں عراق کی نیوز ایجنسی جسے۔ آئی۔ این۔ اے کہتے ہیں، نے کہا ہے کہ ایسی باتیں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بش حملہ کرنے کا بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ عراق بھلا کس طرح لوگوں کو روک سکتا ہے کہ وہ سعودی عرب میں امریکی فوجوں کا مکے اور مدینے میں ہونا برداشت نہیں کرتے۔ سرکاری اخبار 'الجمہوریہ' نے اپنے ایک اداریہ میں صدر حسنی مبارک کو متنبہ کیا ہے کہ جس طرح ۱۹۸۵ء میں انور سادات کو ہلاک کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اسرائیل کے ساتھ امن معاہدے پر دستخط کر دیئے تھے۔ اسی طرح حسنی مبارک کا بھی ویسا ہی انجام انتظار کر رہا ہے کیونکہ یہ بھی امریکیوں اور صیہونیوں کے خادم ہیں۔

اس اداریئے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلیج پر جو امریکہ نے حملہ کر دیا ہے اسی سے حسنی مبارک کا صحیح روپ نظر آنے لگا ہے۔ اب لوگ سمجھ گئے ہیں کہ یہ ایک امریکی ہے جس نے عربوں کا ماسک پہن رکھا ہے جیسا کہ سب جانتے ہیں عراق کے خلاف مبارک حسنی نے ۲۰ ہزار مصری فوجی سعودی عرب بھیجے ہیں اور وہ ایسے عرب ممالک کی رہنمائی کر رہا ہے جو اس وقت عراق کے خلاف ہیں۔ حال ہی میں عراق نے امریکہ سعودی عرب مصر اور یورپین کمیونٹی کے سات ممالک کے فوجی اتاشی اپنے ملک سے نکال دیئے ہیں۔

تاریخ کے اتار چڑھاؤ

تاریخ کے اتار چڑھاؤ ہی دراصل تاریخ کی نمکینی ہیں یہ اتار چڑھاؤ کبھی انسانوں کو تاج و تخت سے نوازتے ہیں اور کبھی کاسۂ گدائی ان کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں کبھی تہذیب و تمدن کو باعث رشک بنا دیتے ہیں اور کبھی جبہ و دستار کو مٹی میں ملا کر فقیری عطا کر دیتے ہیں۔ تہذیب و تمدن کا نام آیا ہے تو یہ کہتے چلیں کہ دنیا کی بڑی بڑی تہذیبیں دریاؤں کے کناروں پہ نشوونما پاتی رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ پانی انسانی زندگی کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے اسے خود بھی کھانے پینے کے لئے پانی کی ضرورت ہے اور جن جانوروں سے وہ دودھ حاصل کرتا ہے یا جن کا گوشت استعمال میں لاتا ہے وہ بھی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے شہر دریاؤں کے کناروں پر واقع ہیں یا یوں کہیئے کہ ازمنہ گذشتہ میں دریا کے کنارے پر شہر بستا تھا اور ادھر ادھر سے لوگ وہیں جمع ہونے شروع ہو جاتے تھے۔ اور نتیجۃً وہ شہر دوسرے شہروں کی نسبت بڑا بلکہ بہت بڑا بن جاتا تھا۔ آخر جہاں انسان کو اپنی ابتدائی ضروریات حاصل ہوں گی وہیں تو وہ جا کر رہے گا۔ کھانے پینے کے لئے بھی اور کھیتی باڑی کے لئے بھی پانی کی ضرورت ہے اور اسی وجہ سے لوگ ایسی جگہوں کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ جہاں پانی میسر ہو یعنی قدرتی وسیلے سے پانی میسر آ سکے۔ آجکل تو پانی دور دور سے لایا جا سکتا ہے اس لئے جہاں چاہیں بڑے شہر بسا لئے جائیں لیکن اس کے باوجود یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ایسی ہی جگہوں پر بڑے شہر بسائے جا سکتے ہیں۔ جہاں خاصی مقدار میں پانی موجود ہو یا پانی لایا جا سکے۔ ہماری اپنی پرانی تہذیب جس پر پاکستان فخر کر سکتا ہے سندھ سے تعلق رکھتی ہے جہاں پر دریائے سندھ کے کنارے یہ تہذیب پھلی پھولی آج سے چار ہزار سال پہلے یہ تہذیب اپنے عروج پر تھی اور اس وقت کا سب سے مشہور شہر جو اس دریا کے کنارے واقع تھا اسے آج کل ہم موہنجوڈارو کہتے ہیں۔ تاریخ کے بعض حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا نام پہلے ماہیلا تھا۔ موہنجوڈارو ایسے شہروں کی ابتدا کہلانے کا مستحق ہے جنہیں کسی خاص سکیم کے ماتحت بسایا جاتا تھا۔ اس کی عمارتیں پکی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں۔ اس کی سڑکیں بھی پکی تھیں اور بڑے قرینے سے سڑکوں کو شہر میں بچھایا گیا تھا۔ تمام سڑکیں ایک دوسرے سے زاویہ قائمہ پر تھیں۔ پانی کے نکاس کا اتنا اچھا انتظام تھا کہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے صفائی بھی میسر آتی تھی اور صحت کے لئے بھی مفید تھا۔ گھروں میں یا گھروں کے پاس جو کنوئیں کھودے جاتے تھے ان سے سب لوگوں کو پانی میسر تھا غلہ رکھنے کے لئے بھی الگ عمارتیں تھیں جہاں سے سارا سال غلہ حاصل کیا جا سکتا تھا عوام الناس کے نہانے کے لئے اجتماعی غسل خانے موجود تھے اور دانشوروں اور دیگر لوگوں کے اکٹھا ہو کر صلاح مشورے کے لئے اسمبلی ہال موجود تھے۔ انہیں ہالوں میں خاص تقاریب کا انعقاد بھی کیا جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام لوگ ان ہالوں میں مل کر مختلف موضوعات پر بحث مباحثے کیا کرتے تھے اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے اپنے شعبے سے متعلق گفت و شنید بھی۔ یہاں بڑھئی بھی آپس میں ملتے تھے اور معمار بھی۔ جوہری بھی اور دکاندار بھی ان میں عمارت بنانے کے ماہرین بھی تھے اور مذہب پر صلاح و مشورہ دینے والے لوگ بھی۔ حکومت کے افسران بھی یہاں آیا کرتے تھے۔ اور عوام الناس کے کارندے بھی۔ اساتذہ بھی اور طلباء بھی۔ والدین بھی اور بچے بھی۔ آپ ذرا اندازہ کیجئے ان حالات میں زندگی کتنی خوشگوار ہو گی اور شب و روز کتنی آسانی سے گذرتے ہوں گے اب تو موہنجوڈارو موجود نہیں ہے لیکن جو کچھ ہم اس کے متعلق تاریخ کی کتابوں میں پڑھتے ہیں یا جو کچھ ہمیں کھدائی سے ملا ہے۔ اس سے ہم خوب سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں پر کیسی تہذیب کا دور دورہ تھا اور تمدن کس طرح لوگوں کی سنوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی زندگیوں پر حاوی تھا۔

اسی طرح آپ مصر کی مثال لے لیجئے مصر کا نام آتے ہی دریائے نیل آنکھوں کے سامنے بہنے لگتا ہے۔ یہ وہی نیل ہے جس کے کنارے پر قاہرہ آباد ہے۔ مصر کی تہذیب بھی ہزاروں سال پرانی ہے اور شاید نیل کے سینے پر وہ تمام واقعات لکھے ہوئے ہیں جو زمانہ گذشتہ میں پیش آئے۔ لیکن اس تحریر کو پڑھنے کے لئے سوائے تصور کے ہم کسی اور چیز کو آلۂ کار نہیں بنا سکتے۔ مصر کا عروج اور زوال اور اس کی تاریخ آثار اور چڑھاؤ نیل ہی کی زبان سے سنا جا سکتا ہے۔ نیل بہت بڑے بڑے بادشاہوں اور ملکاؤں کا دریا تھا۔ وہاں پر اہرام بنائے گئے اور ابوالہول۔ اگر نیل بول سکتا ہو تو وہ یقیناً ہمیں بتائے کہ مصریوں نے کاغذ بنانا کس طرح سیکھا اور تصویری زبان میں لکھنا انہیں کس طرح آ گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دریا نے وہاں سب کچھ ہوتے دیکھا ہے اور ہر وہ بات جس کا ہم تصور کر سکتے ہیں اس سے بھی زیادہ کچھ نیل کے سینے میں محفوظ ہے، بادشاہوں نے کس طرح زندگی گذاری اور ملکاؤں نے کس طرح محلاتی سازشوں میں حصہ لیا اور ان کے کیا کیا نتائج برآمد ہوئے انہوں نے کس طرح دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی اور ان کے لئے بہت بڑے بڑے مندر تعمیر کروائے۔ ان میں سورج کا دیوتا تھا جسے را (RHA) کہتے تھے۔ اسی طرح آئی سیس (ISIS) اور اسی طرح کے اور بہت سے دیوتا جن کی پرستش بھی کی جاتی تھی اور جن کے لئے مندر بھی بنائے جاتے تھے۔ آج سے ہزاروں سال قبل مصر ایک بہت بڑا مہذب اور متمدن ملک تھا۔ اس کے بادشاہ بڑے زبردست تھے حتیٰ کہ ان میں سے بعض خدائی کا دعویٰ کرنے لگے تھے اور ان میں سے تو ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آ کر اپنی جان اور اپنی فوج کھو بیٹھا تھا۔ اگر اس تہذیب اور تمدن کا اب تصور کیا جائے تو ہم بخوبی جان سکتے ہیں کہ ان کے پاس ڈاکٹر بھی موجود تھے ان کے پاس دانشور بھی موجود تھے۔ ان کے پاس مصنف اور شاعر بھی موجود تھے۔ اور اسی طرح فنکار بھی۔ اور ان سب لوگوں نے مل ملا کر اس وقت کے ادب پر اپنی گہری چھاپ ڈالی۔ ان کے پاس کسان بھی موجود تھے۔ کپڑا بننے والے لوگ بھی۔ اور تاجر بھی۔ یہ سب لوگ کھانے کی اشیاء اور پہننے کی اشیاء مہیا کرتے تھے۔ اگرچہ ہم نے کہا ہے کہ ان دنوں کے بادشاہ اور ملکائیں بڑے زبردست لوگ تھے لیکن اس میں بھی کیا شک ہے کہ ان میں سے بعض اپنی طاقت اور جبروت کے باوجود نہایت نرم دل تھے۔ البتہ یہ بات ضرور تھی کہ جب وہ تعیش میں پڑ گئے اور شاہانہ زندگی کو بہادری کی زندگی کی بجائے عیش و عشرت کی زندگی سمجھنے لگے تو وہ خود بھی تباہ و برباد ہو گئے اور ان کا تہذیب اور ان کا تمدن بھی اپنی آن بان کھو بیٹھے۔

جنگ کے اثرات

اب دنیا اس طرح ایک یونٹ بن چکی ہے کہ جنگ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو ساری دنیا اس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ متاثر ہوتی ہے۔ کیونکہ جنگ صرف دو ملکوں یا کئی ملکوں کے آپس میں جنگی ہتھیاروں سے لڑتے ہی کا نام نہیں ہے۔ جنگ کے دوران تجارت اور پیداوار اس طرح متاثر ہوتی ہیں کہ دوسرے ممالک بھی اس کا اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنگ کرتے والے ممالک اپنی جو پیداوار دوسروں کے پاس فروخت کرتے ہیں۔ جنگ کے دوران میں اس پر اثر پڑتا ہے۔ اور دوسرے ممالک جو کچھ جنگ کرنے والوں کو عام حالات میں سپلائی کرتے ہیں۔ اس میں بھی فرق آ جاتا ہے۔ گویا کہ اب دنیا ایسی منزل میں آ پہنچی ہے کہ کوئی واقعہ دنیا کے کسی حصے میں ہو دوسرے حصے کسی نہ کسی قدر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی لئے خلیج میں جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ نہ صرف عراق اور کویت ہی پر اثر انداز ہے بلکہ خلیج کے تمام ممالک پر اور ان سے آگے بڑھ کر ساری دنیا پر کسی نہ کسی طرح اپنا اثر ڈال رہا ہے۔ اور اب جبکہ عراق کے صدر صدام نے اپنے لوگوں کو اس بات کی تلقین شروع کر دی ہے کہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں تو دنیا کے سامنے پہلے سے زیادہ خطرات آنے لگے ہیں۔ اگر واقعی کسی نہ کسی طرح جنگ چھڑ گئی تو عرب دنیا کے بعض ممالک ایک طرف ہوں گے اور باقی دنیا کے ممالک جو اس معاملے میں اتحادی بن گئے ہیں۔ دوسری طرف اور یہ جنگ سب کو انتہائی طور پر متاثر بھی کرے گی اور ان کے لئے خوفناک اور خطرناک نتائج بھی پیدا کرے گی۔ اب اس بات سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ باوجودیکہ امریکہ کی یہ کوشش ہے کہ عراق کو کسی قسم کا مال سپلائی نہ کیا جا سکے اس کی ناکہ بندی کرتے ہوئے اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا جائے۔ یہ خبر آ رہی ہے کہ امریکہ میں ان کی اپنی اقتصادیات بری طرح متاثر ہو رہی ہیں۔ حالانکہ ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی اور امریکہ کی کسی نے ناکہ بندی نہیں کی۔ لیکن صرف ناکہ بندی ہی تو ملک میں اقتصادیات پر برا اثر نہیں ڈالتی دوسرے ممالک کی ناکہ بندی بھی تجارت اور معیشت کو متاثر کرتی ہے۔ واشنگٹن سے ایک خبر میں کہا گیا ہے کہ امریکہ کو بھی اس بارے میں بہت محتاط ہوتے کی ضرورت ہے کہ خلیج کا بحران اس کی اقتصادیات پر بہت برا اثر ڈالے گا۔ ان خطرات کو مول لینا کوئی آسان کام نہیں۔ کہتے ہیں کہ خلیج کے بحران نے امریکہ میں اقتصادی نظریات کو متاثر کرنا شروع کر دیا ہے اور اس سلسلے میں ان کے اعلیٰ ترین ادارے غور کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ امریکہ کی فیڈرل ریزرو کے صدر "آمن گرین سپین" نے امریکیوں کو متنبہ کیا ہے کہ خلیج کے بحران سے خاصے بڑے خطرات منسلک ہیں۔ وہ کانگریس کی متحدہ اقتصادی کمیٹی کے سامنے بیان دے رہے تھے۔ جس میں انہوں نے کہا کہ ہمارے نظریات پر یہ بحران بری طرح اثر انداز ہو رہا ہے۔ صرف یہی بات کہ خلیج کا بحران کس طرح اور کب حل ہو سکے گا اقتصادی منڈیوں میں منفی اثر چھوڑ رہا ہے۔ ان کے خیال میں اس منفی اثر کو پیش نظر رکھتے ہوئے صدر بش کی انتظامیہ اور کانگریس کے لئے یہ امر لازمی ہو جاتا ہے کہ وہ ملکی خسارے کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارے ملک میں اقتصادی گراوٹ کے باوجود گرین سپین کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن جوں جوں پٹرول کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں نہیں کہا جا سکتا کہ مستقبل قریب ہی میں حالات کیا سے کیا ہو جائیں گے۔

*

کوشش کریں کہ فالتو کھانا اور سبزیوں کے چھلکے وغیرہ ضائع ہونے کی بجائے جانوروں کی غذا بنیں۔

مولانا محمد منور

مقدس آقا کی تصویر دیکھ کر

بہت سے احمدی گھروں میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے جانشینوں کی تصاویر رکھی ہوتی ہیں۔ اس کا ایک مقصد تو اظہارِ محبت و عقیدت ہوتا ہے گھر میں داخل ہونیوالا ایک ہی نظر میں معلوم کر لیتا ہے کہ اہلِ خانہ کس روحانی مکتبۂ فکر سے فیض حاصل کرنے والے ہیں۔

مقدس ہستیوں کی تصاویر گھر میں رکھنے سے گھر کی سجاوٹ ہرگز مراد نہیں ہوتی۔ نہ ہی ان تصاویر کی کسی رنگ میں عبادت کرنا مدِنظر ہوتا ہے۔ کسی سچے احمدی کے متعلق تو یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ان تصاویر کو آرائش کے لئے استعمال کرتا ہے یا خدانخواستہ وہ اپنے دل میں مشرکانہ خیالات رکھتا ہے۔

ہم نے بھی اپنے کمروں میں خدا کے پیارے بندوں کی تصاویر محبت و عقیدت کے اظہار کے طور پر رکھی ہوئی ہیں۔ تین سال قبل میں اپنے کمرے میں داخل ہوا تو دل میں سوال پیدا ہوا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصویر سے میں کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہوں۔ حضور کی تعلیمات تو آپ کی تصنیفات میں درج ہیں۔ جنہیں میں کئی بار پڑھ چکا ہوں پھر اس تصویر سے کیا زائد نفع حاصل ہو سکتا ہے اچانک دل سے جواب ابھرا کہ دو چیزیں نمایاں طور پر جاذب نظر ہیں۔ ایک تو آپ کی نیم وا آنکھیں غضِ بصر کا سبق دیتی ہیں۔ دوسری آپ کی ریش مبارک دعوتِ فکر و عمل دیتی ہے۔

میں نے شروع سے معقول ڈاڑھی رکھی ہے۔ منڈوانے کی تو کبھی نوبت ہی نہیں آئی۔ کبھی کسی دوست یا بزرگ نے توجہ نہیں دلائی کہ ڈاڑھی زیادہ لمبی ہونی چاہئے۔ لیکن اس روز ایسا لگا کہ میری باطنی آنکھ وا ہو گئی ہے۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ اب ڈاڑھی بڑھا کر رہوں گا۔ غضِ بصر کی تعلیم پر بھی آغازِ شباب ہی سے عمل پیرا رہا ہوں۔ اب بڑھاپے میں مزید احتیاط کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

میرے ایک پرانے ہم جماعت اور دوست نے پوچھا کہ ڈاڑھی کی شرعی حد کیا ہے۔ انہوں نے خیال کیا ہو گا کہ شاید غلطی سے میرے بال لمبے ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہمیں قیل و قال کی کیا ضرورت ہے۔ خدا کے مقدس راستبازکی تصویر آپ کے گھر میں ہو گی اسے دیکھ کر خود ہی شرعی حد کا

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد سعید احمد
لاہور چھاؤنی

چوروں کی چاندی۔ تصویر کا دوسرا رُخ

تعمیرات کے پیشے سے منسلک ہونے کی وجہ سے قریباً ۲۵ سال کے عرصہ میں سرکاری ملازمت کے دوران اصلی اور نقلی سامان میں تمیز کرنے کی ذمہ داری ہمیشہ ایک مسئلہ بنی رہی۔ ایک عمارت کی تعمیر میں کم و بیش دو صد تعمیراتی اشیاء استعمال ہوتی ہیں۔ سائنسی ترقی کے باعث نت نئی چیزیں ہمارے ملک میں بنتی رہتی ہیں۔ یا دساور سے درآمد کی جاتی ہیں۔ افراطِ زر اور مہنگائی ترقی پذیر ملکوں کے لئے بہت بڑی پریشانی کا باعث ہے جس سے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی اور معیشت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ اس روزمرہ بڑھتے ہوئے بوجھ کو کم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف حل تجویز کئے جاتے رہتے ہیں یا ردّ عمل کے طور پر وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ نقلی اشیاء کی پیداوار ایسی صورت حال کے ایک قدرتی ردِّ عمل کے طور پر وجود میں آتی ہے۔

ہمارے ملک میں انفرادی ذہانت کا معیار بہت بلند ہے۔ اسی لئے بیرونِ ملک ہر میدان میں پاکستانیوں کی انفرادی کارکردگی کا معیار دوسری قوموں کے افراد سے عموماً بہتر اور بلند ہوتا ہے۔ کچھ ایسی ہی صورت اندرون ملک ہے۔ جب مخصوص حالات اور پیچیدہ نظام کی وجہ سے افراد کی ترقی اور روزی کمانے کے ذرائع محدود اور مسدود کر دیئے جاتے ہیں تو یہ انفرادی ذہانت اپنا کام کرتی ہے اور نقلی اشیاء بننی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ صنعت ہمارے ہاں اتنی ترقی کر چکی ہے کہ بعض اوقات اصلی اشیاء بنانے والے خود اصلی اور نقلی میں فرق کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وہ اپنے کاروبار کو بچانے کے لئے ذرائع ابلاغ پر مختلف قسم کی اشتہاری مہم چلاتے ہیں۔ مگر پھر بھی نقلی سامان کی مارکیٹ میں روز بروز بہتات نظر آتی ہے اور یہ ناپسندیدہ صنعت ترقی پذیر ہے۔

واضح رہے کہ اس مضمون کا مقصد نقلی مصنوعات کی پیداوار کا دفاع کرنا نہیں۔ صرف صورت حال کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ ارباب حل و عقد صحیح حالات سے باخبر ہوں اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے صحیح سمت میں قدم اٹھائیں۔ نقلی اشیاء بنانے والے اداروں یا افراد پر جب گرفت ہوتی ہے تو وہ اپنے دفاع میں مندرجہ ذیل امور کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱۔ نقلی مصنوعات بنانے والوں کی معتدبہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو عرصہ دراز تک بیرونِ ملک بسلسلہ روزگار قیام پذیر رہے اور صنعتی پیداوار کے عمل میں خوب مہارت حاصل کی۔ اپنے مخصوص میدانِ عمل میں انہیں ہر طرح کی آگاہی ہوتی ہے۔ وطن کی محبت یا اپنے ذاتی حالات کی وجہ سے وہ سرمایہ، علم اور تجربہ کے حصول کے بعد جب پاکستان واپس آتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے جوہر اور استعداد سے ملک و قوم کی خدمت کریں اور خود بھی مستفید ہوں۔ اس غرض کے لئے جب وہ متعلقہ سرکاری دفاتر سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو دو تین سالوں کی تگ و دو کے بعد وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ اپنے سرکاری محکموں کی کارکردگی سے ہم سب واقف ہیں جس کے نتیجہ میں ایسے افراد اپنی کاروباری مساعی میں کامیابی کے لئے "زیر زمین" چلے جاتے ہیں اور اپنا کاروبار یا صنعتکاری شروع کر دیتے ہیں۔

۲۔ ایسے لوگ چونکہ لمبا عرصہ بیرونِ ملک رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ جدید ترین اور مفید ترین مشینری اور سامان صنعتکاری منگواتے ہیں۔ ایسی مشینری عموماً ملک میں کسی اَور کے پاس نہیں ہوتی۔ پھر وہ ناجائز ذرائع سے یہ سامان درآمد کرتے ہیں اس لئے قیمت بھی کم ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کی مصنوعات کا معیار ملک میں بہترین ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایسی نقلی مصنوعات سرکاری منظور شدہ اداروں کو جانچنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں تو اکثر و بیشتر وہ ان کے معیاری ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں۔

۳۔ نقلی اشیاء کی لاگت عموماً مروجہ طریق پر لگائے گئے کارخانوں سے نصف سے بھی کم ہوتی ہے۔ جس کی وجوہات مندرجہ ذیل بتائی جاتی ہیں۔

(الف) غیر قانونی کاروبار ہونے کی وجہ سے انکم ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹی ادا نہیں کی جاتی۔

(ب) ایسے کارخانے چھوٹے چھوٹے یونٹوں کی صورت میں قائم کئے جاتے ہیں اس لئے لیبر یونین کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ ان کے کاریگروں کی پیداوار دوسروں کے مقابلہ میں دگنی ہوتی ہے اور مزدوروں کی اجرت کم۔

(ج) اس قسم کا ناجائز کاروبار یا کارخانہ عام طور پر غیر صنعتی علاقوں میں ہوتا ہے جس کی وجہ سے زمین کی قیمت اور عمارت کی لاگت نسبتاً بہت کم ہوتی ہے۔

(د) نقلی مصنوعات بنانے والے دوکانداروں کو کمیشن زیادہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے دوکاندار پوری کوشش کرتے ہیں کہ نقلی اشیاء زیادہ بکیں خصوصاً جب کہ ان کا معیار بھی درست ہوتا ہے۔

(س) تاجروں، کارخانہ داروں اور صنعتی اداروں پر ہمارے ملکی انتظامی اداروں کی طرف سے ناجائز مطالبات کا بہت بوجھ ہوتا ہے جس سے نقلی اشیاء بنانے والے "زیر زمین" ہونے کی وجہ سے محفوظ رہتے ہیں۔

(ر) نقلی سامان کی معیاری اور کم قیمت ہونے کی وجہ سے فروخت زیادہ ہوتی ہے۔ مارکیٹ میں ایسے سامان کی مستقل فراہمی کے لئے دوکاندار مالکوں کو عام طور پر چھ ماہ سے سال بھر کے مال کی قیمت کا ایک حصہ پیشگی ادا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے مالکان کو بنکوں سے قرض نہیں لینا پڑتا اور سرمایہ کی فراہمی میں دقت نہیں ہوتی۔ ویسے بھی ان کا اپنا باہر سے لایا ہوا سرمایہ کافی ہوتا ہے

(ی) ان کی شرح نفع نسبتاً کم ہوتی ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ کچھ لوگ گھٹیا اور ناقص سامان بھی بناتے ہیں ایسے لوگ عام طور پر کھانے پینے کی اشیاء اور مشروبات میں ملاوٹ کر کے منڈی میں ارزاں قیمت پر اپنا سامان فروخت کرتے ہیں۔ یہ لوگ یقیناً مجرم ہیں لیکن تعمیرات کے سامان میں ایسی کوشش بہت جلد ناکام ہو جاتی ہے۔ چونکہ وقفہ وقفہ سے نئے لوگ اس میدان میں آتے رہتے ہیں۔ اس لئے نقلی اور گھٹیا سامان مارکیٹ میں دستیاب رہتا ہے۔ یہ چیزیں عموماً غریب طبقہ خریدتا ہے جن کی قوت خرید نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

(۵) نقلی سامان بنانے والوں کی سب سے زیادہ حوصلہ افزائی ہمارے ملک میں اصلی سامان بنانے والے کرتے ہیں۔ کسی صنعت یا پیداوار کا تجزیہ کر لیں۔ جب بھی کوئی چیز پہلی دفعہ منڈی میں آتی ہے اس کا معیار اور قیمت مناسب ہوتے ہیں۔ جونہی وہ مقبول ہو جاتی ہے تو اس کا معیار روز بروز گرنا شروع ہو جائے گا۔ اور قیمت بڑھتی جائے گی۔ بعض اوقات سوائے لیبل کے اَور کوئی مابہ الامتیاز نہیں رہتا۔ آج کل نقلی لیبل بنانا کچھ مشکل نہیں۔ لاہور شہر میں تقریباً ۱۵۰ کارخانے عمارتی سریا بناتے ہیں مگر بمشکل تین یا چار کارخانے معیاری سریا بناتے ہیں باقی سب نقلی اور غیر معیاری ہوتا ہے مگر سب بک جاتا ہے۔

۴۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے نقلی اشیاء اور جعل سازی کے خلاف رائے عامہ کی بیداری۔ قوت خرید میں خاطر خواہ اضافہ۔ منظور شدہ صنعتوں کی پیداوار کے معیار اور مناسب قیمت کی ضمانت کے علاوہ مثالی دیانتدار اور محنتی انتظامیہ ضروری ہے۔ محض قانون سازی یہ مسئلہ حل نہیں کر سکتی۔ اخلاق حسنہ کی قوت۔ خدا خوفی۔ ملک و قوم سے وفاداری۔ ضمیر کی بیداری۔ حب الوطنی۔ قناعت پسندی۔ پاکستان کے شاندار مستقبل پر لازوال یقین۔ ہماری زندگی کے تمام شعبوں سے نقلی پن اور بہروپیہ پن اتارے بغیر اصلی اور خالص اشیاء میسر آنی مشکل معلوم ہوتی ہیں۔

آپ کا خط ملا

مکرم سلطان احمد صاحب ناصر لکھتے ہیں۔

آپ نے شخصیات کے تعارف کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ آپ اپنے متعلق بھی کچھ لکھیں۔ اسی طرح جماعت کے پرانے بزرگان اور مربیان کے حالات بھی شائع ہونے چاہئیں۔

نیز مختلف اضلاع میں احمدیت کے نفوذ اور ترقی کے متعلق بھی مضامین آنے چاہئیں۔ جن میں اس علاقہ کے مشہور احمدیوں اور ان کی نمایاں خدمات کا تذکرہ بھی ہو۔

(اگر قارئین اس سلسلہ میں ہماری مدد فرمائیں تو یہ سلسلہ خاصا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ادارہ)

انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعوی کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں

محمد اسماعیل منیر

مکرم میاں محمد بشیر صاحب

میاں محمد بشیر صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر فیصل آباد اپنے بیٹوں کے پاس ٹاؤن شپ لاہور میں مقیم تھے۔ دل کا عارضہ کچھ عرصہ سے لاحق تھا۔ اس کے باوجود عام صحت اچھی تھی جماعتی کاموں میں حسب توفیق حصہ لیتے رہتے تھے مرکز احمدیت میں بھی موقعہ ملنے پر آتے رہتے تھے بلکہ اسیر راہِ مولیٰ عزیزم محمد الیاس صاحب منیر سے ملاقات کے لئے جاتے رہتے تھے۔ بمورخہ یکم مارچ ۱۹۹۰ء کو اچانک معمولی سی تکلیف ہوئی۔ بچوں نے رکشا میں بٹھایا اور جنرل ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

اگلے دن صبح بیت النور ماڈل ٹاؤن میں محترم چغتائی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں ربوہ میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی۔ وصیت کا جملہ حساب کتاب انہوں نے اپنی زندگی میں ہی بے باق کروا دیا ہوا تھا۔

محترم بھائی بشیر صاحب میرے شہر گوجرانوالہ کے باشندے تھے پھر ان کے خاندان کے مراسم ہمارے خاندان سے بہت پرانے تھے ۱۹۳۶ء میں انکی شادی میری ہمشیرہ محترمہ سے ہونے سے ایک اور رابطہ بڑھ گیا۔ ان کی دوستی اور دشمنی کا نکتہ مرکزی احمدیت ہی ہوا کرتا تھا۔ ساری زندگی احمدیت کی خاطر گزار دی اور اپنی اولاد کو بھی احمدیت کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ ان سے جب بھی ملاقات ہوتی تو احمدیت کے حال اور مستقبل کے ساتھ ساتھ ماضی پر بھی خوب دلچسپ تبصرے ہوتے۔ مطالعہ ان کا خوب وسیع تھا۔ اس لئے جوابات بھی کرتے خوب کرتے جس سے ساری محفل زعفران زار ہو جاتی۔ جب ۱۹۴۴ء میں عاجز نے وقف کیا تو اس کے بعد ان کا میرے ساتھ مشفقانہ سلوک اور زیادہ ہوتا چلا گیا۔ پھر میرے بیٹے محمد الیاس صاحب منیر نے بطور مربی کے کام شروع کیا تو ہم دونوں سے پیار کا سلوک بڑھتا ہی گیا۔ پھر اس کی اسیری پر تو آپ فدا فدا ہو جاتے اور دن رات اس کے لئے دعائیں کرتے اور ایسے جوش و جذبہ سے کہ انہیں دیکھ کر رحم آ جاتا۔

دیانت داری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے اپنے دنیوی اور دینی کاموں میں دیانتداری کے معیار کو بلند سے بلند تر کر دیا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں ان کے پاس چند دن گزارنے کے لئے شاہدرہ گیا۔ پوسٹ آفس کے ساتھ ہی سرکاری کوارٹر میں رہائش تھی۔ ایک دن نماز مغرب تک گھر نہ آئے تو میں دفتر گیا دیکھا کہ اکیلے ہی بیٹھے ہیں اور دفتر کا حساب کتاب کر رہے ہیں۔ پوچھنے پر بتایا کہ ایک پائی (یہ سکہ ان دنوں رائج تھا اور ایک آنے کی بارہ پائیاں ہوا کرتی تھیں) کہیں سے زائد آ گئی ہے۔ جب تک اس کا حساب نہ ملے میں دفتر کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ آخر آدھی رات کے وقت اس پائی کا کھوج لگا اور آپ خوشی خوشی گھر آئے کہ اب حساب ٹھیک ہو گیا ہے۔

آپ کو دفتری اوقات میں بھی بددیانتی کا تصور تک نہ تھا۔ اور یہی حال باقی معاملات میں تھا۔ اسی وجہ سے آپ اپنے ماتحت عملہ کے علاوہ اپنے افسران میں بھی مقبول تھے اور وہ سب آپ کی عزت و توقیر کرتے تھے۔ حالانکہ ان سب کو پتہ تھا کہ آپ احمدی ہیں۔ اور احمدیوں کے خلاف اوپر یا نیچے سے احتجاج ہونا تو معمول کی بات ہے۔

جماعتی خدمات

اپنی ملازمت کے سلسلے میں آپ جہاں بھی رہے جماعت سے آپ کا رابطہ مضبوط ہوتا۔ عہدیداران کے علاوہ مربی صاحبان کی اطاعت اور خدمت کو اپنی خوش قسمتی سمجھتے تھے۔ چندہ جات میں بالکل باقاعدگی کرتے۔ آپ کا گھر نمازوں کا مرکز ہوتا۔ نماز باجماعت کے لئے بھی موقعہ کی تلاش میں رہتے تہجد میں باقاعدگی کے علاوہ اشراق اور چاشت کے نوافل کے لئے بھی وقت نکال لیتے خاص طور پر ریٹائر ہونے کے بعد تو آپ ہمہ تن دینی کاموں میں مصروف رہتے اور اپنے بچوں کے علاوہ اپنے پوتوں اور نواسوں کی تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ مقامی جماعتی اجتماعات میں خوب حصہ لیتے اور مرکزی جلسہ اور اجتماعات پر بھی ضرور حاضر ہوتے۔ ربوہ آتے تو ہمارے کوارٹر کی بیٹھک پر ان کا قبضہ ہوتا جہاں وہ اپنے بڑے بھائی محمد شریف صاحب اور اپنے چچا زاد بھائی عبد الکریم صاحب وغیرہم کے ساتھ ٹھہرتے کھانے پینے سے زیادہ فکر ان کو بیت المبارک میں باجماعت نمازوں کا ہوتا۔ حتیٰ کہ تہجد کیلئے بھی آپ وہاں پہنچتے۔ یہ سارے بزرگ مجسم دعا تھے اور ان کی دعاؤں کی وجہ سے ان کا نام ہمارے بچوں نے "فرشتے" رکھا ہوا تھا۔ واقعی یہ لوگ فرشتہ صفت تھے۔ ہر وقت اطاعت ان کا شعار تھا اور چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی دور رہنے کی سعی کرتے تھے۔ جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن چلے گئے تو ان کی محبت دل میں جوش مارتی رہتی۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ برطانیہ پر تشریف لے ہی گئے اور حضور سے مل کر اپنی پیاس خوب بجھائی جس کا ذکر خیر واپسی پر گھنٹوں چلتا رہتا۔ اور ان پیارے واقعات کو پیارے انداز میں مزے لے لے کر بیان کرتے۔

نیکی کا تسلسل

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی مختلف رنگوں میں نصرت فرماتا ہے۔ سب سے بڑی مدد تو یہی ہوتی ہے کہ ان کی نیکی کا تسلسل ان کی آئندہ نسلوں کے ذریعہ جاری و ساری رہے۔ بھائی جان کے اپنے نیک نمونہ ان کی نیم شبانہ دعاؤں اور بچوں کی تربیت کا خوشکن نتیجہ ہے کہ ان کے دونوں بڑے بچے اور ان کے اہل و عیال لاہور میں جماعتی کاموں میں خوب مصروف رہتے ہیں۔ سب سے چھوٹا بچہ ڈرگ کراچی میں سیکرٹری مال تھا۔ درمیانی دو بچے کینیڈا مشن کے اچھے کارکن ہیں۔ ان کے دو پوتے عزیزان خالد احمد اور علیم محمود صاحب میٹرک اچھے نمبروں پر پاس کر کے جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اولاد میں اب مکمل وقف کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے یہ تاقیامت چلتا چلا جاوے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعاؤں سے حصہ پا کر ان کے نفوس و اموال میں ہمیشہ برکت پڑتی جائے۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

فیصلہ کر لیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے قادیان میں ایک فکر انگیز سلسلۂ مضامین "الفضل" میں شروع کیا تھا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی آسمانی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے ایک دفعہ ناراض ہو کر اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون کی ڈاڑھی پکڑی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے انبیاء بھی لمبی ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔ جن کے بال درازی کی وجہ سے مٹھی میں آ سکتے تھے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نیک نیتی سے دینی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے تصویر اتروائی تھی۔ مخالفین نے شور مچایا کہ ایسا کرنا خلاف شریعت ہے۔ لیکن اب حالات کافی بدل گئے ہیں۔ افکار و اعمال میں کئی لحاظ سے خوشگوار تبدیلی نمایاں ہو کر نظر آتی ہے پاکستان کے مختلف مکتبہ ہائے فکر کے جید علماء عمامہ و دستار کے ساتھ تصاویر بنواتے ہیں۔ بعض دفعہ تو ہڑتالوں کے جلوسوں کی قیادت بھی فرماتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اب تصویر کے بارہ میں نکتہ نگاہ میں خاصی نرمی آ گئی ہے۔

ہمارے مدنظر تو بہرحال دینی مقاصد ہی ہونے ہیں۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے جب ہم اپنے روحانی رہنماؤں سے محبت و عقیدت کے دعویدار ہیں تو ان کی تصاویر سے بھی روحانی فوائد و برکات حاصل کرنا ہمارا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ بالخصوص جماعت احمدیہ کے مربی اور معلم صاحبان کو اس طرف ضرور توجہ دینی چاہیے۔ ورنہ ان بزرگوں کی تصاویر گھروں میں رکھنا اپنے ہی خلاف ڈگری دینے کے مترادف ہو گا۔ کہ وہ ایسے تھے اور ہم ایسے ہیں۔

پیر اور مرید بھی ظاہری و باطنی مشابہت بالکل فطری و طبعی چیز ہے محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ظاہری یگانگت بھی ہو اور باطنی بھی۔

ہمارے پاس خدا تعالیٰ کے فضل سے یقینی اور قطعی دستاویزی ثبوت موجود ہے پھر ڈر کس بات کا؟ تھوڑی سی جرأت کی ضرورت ہے۔ بالوں کو ذرا سا اور لمبا کر لیں اور آنکھوں کو ذرا اور نیچا رکھیں آنکھوں کو کھلا رکھنے کی ضرورت نہ ہو تو بالکل بند کر لیا کریں۔

ع ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر جھانکنے کی عادت ڈالیں اور جہاں اپنے میں کوئی کمی نظر آئے۔ خود ہی اس کو دور کرنے کی کوشش میں لگ جائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھیل اور کھلاڑی

ایشیائی کھیلیں

بیجنگ میں ۲۲ ستمبر سے ایشیائی ممالک کی گیارہویں کھیلیں شروع ہوگئیں۔ چین میں یہ سب سے پہلا بڑا ایونٹ ہے۔ چین کی ہر ممکن کوشش یہی ہے کہ کھیلوں کو کامیابی اور نہائت خوش اسلوبی سے منعقد کر کے دنیا میں سرخروئی حاصل کر سکے تاکہ آئندہ اولمپک کھیلوں کی میزبانی کے فرائض بھی ادا کرے۔ بیجنگ میں جس سٹیڈیم میں ایشیائی ممالک مختلف کھیلوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس پر تقریباً ۳۰,۰۰۰ سے زائد مزدور گذشتہ کئی ماہ سے دن رات کام کر رہے تھے۔ مختلف ممالک کی ٹیموں کے ۷,۰۰۰ کھلاڑی ۶۰۰ بین

الاقوامی ریفری جج صاحبان اور فنی ماہرین پر مشتمل وفود ۱,۰۰۰ وی آئی پی ۵,۰۰۰ چینی اور غیر ملکی اخبار نویس اور ۲۵,۰۰۰ سے زائد غیر ملکی مہمان بیجنگ کھیلوں میں آئے ہوئے ہیں مختلف کھیلوں کیلئے ۳۳ سٹیڈیم جمناسٹک رنگ تعمیر کئے گئے ہیں اس کے علاوہ ۴۶ کے قریب مختلف سٹیڈیم کھلاڑیوں کی پریکٹس کیلئے بھی بنائے گئے ہیں علاوہ ازیں بیجنگ کی خوبصورتی میں اضافہ کیلئے مختلف مقامات کو سجایا گیا ہے جن میں ۱۱ پرانے مقامات کی تزئین نو کی گئی ہے۔ اور ۲۰ سے زائد نئے مقامات تعمیر کئے گئے ہیں جن کی بدولت شہر دلہن کا روپ دھار گیا ہے۔ ایشیائی گیمز کی مشعل بیجنگ ورکرز سپورٹس کمپلکس میں روشن ہے۔ جہاں پر گیارہویں ایشیائی گیمز کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا ہے اس گراؤنڈ کی خوبصورتی میں اضافہ کیلئے پندرہ ہزار (۱۵,۰۰۰) سے زائد صنوبر اور بید مجنوں کے درخت لگائے گئے ہیں اور سترہ ہزار ۱۷,۰۰۰ مربع میٹر گھاس تمام میدان میں اگائی گئی ہے۔ اس گراؤنڈ میں افتتاحی پروگرام منعقد ہوا ہے اس کے علاوہ فٹ بال اور دیگر تمام میچوں کے فائنل بھی یہیں کھیلے جائیں گے۔ کھیلوں کیلئے اتھلیٹ گاؤں ایک شمالی ضلع کے نواح میں تعمیر کیا گیا ہے جو کہ بیجنگ سے تقریباً ۹ کلومیٹر پر واقع ہے۔ بیجنگ انٹرنیشنل کانفرنس سنٹر میں جدید طرز رہائش کی عمارات تعمیر کی گئی ہیں۔ ۳۱ء۵ ہیکٹر پر محیط ہیں جن پر ۵ لاکھ مربع میٹر کی جگہ موجود ہے۔ ان میں کھیلوں میں حصہ لینے والے وفود رہائش پذیر ہیں۔ اس کے ساتھ ہی شمالی نواحی علاقے میں سپورٹس کمپلیکس میں پریس سنٹر اور جرنلسٹ کوارٹرز ہیں۔ اتھلیٹ ویلج ایک خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔ جہاں پر عالیشان عمارات کے علاوہ مہمان کھلاڑیوں اور ٹورسٹ شاپنگ مراکز بھی ہیں۔ جہاں سے ضروریات زندگی کی ہر شے دستیاب ہے۔ ایشائی گیمز کی تنظیمی کمیٹی کے دفاتر بیجنگ انٹرنیشنل کانفرنس میں واقع ہیں۔ بیجنگ کے مغربی نواح علاقہ میں شاندار جمناسٹک سٹیڈیم تعمیر کیا گیا ہے۔ جسمیں ۲۹۵۴ تماشائیوں کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ۱۶ وسیع و عریض کمرے ہیں جہاں پر کھلاڑی حصہ لینے سے پہلے وارم اپ کر سکیں گے۔

قصبہ فنگٹی کے شمال میں قصبہ کے نام سے منسوب فنگٹی سپورٹس سنٹر ہے جہاں پر فٹ بال گراؤنڈ جمناسٹک کمپلیکس، بیس بال، سوفٹ بال اور ان ڈور گیمز کے سٹیڈیم جس میں سوئمنگ پول بھی شامل ہے نہائت خوبصورتی کے ساتھ تعمیر کئے گئے ہیں۔ ٹریک اور فیلڈ گولائی کی شکل میں ہے اس سٹیڈیم میں تقریباً ۳۳,۰۰۰ تماشائیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔

سائیکلنگ کے مقابلے چینگ پنگ سائیکلنگ ٹریک پر منعقد ہو رہے ہیں۔ سائیکل ٹریک ۳۳۳ء۳۳۳ میٹر ہے۔ اسکے نتائج بذریعہ کمپیوٹر تیار کئے جا رہے ہیں اس میں ۳,۵۰۰ تماشائیوں کے بیٹھنے کیلئے نشستوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ والی بال کے مقابلے چے ینگ جمناسٹک میں ہو رہے ہیں جہاں پر ۳,۱۷۰ تماشائیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اس مقابلے کا ہال اور ٹریننگ ہال دونوں موجود ہیں۔ ڈیٹن جمنازیم میں ۳,۰۰۰ افراد کی نشستوں کیلئے گنجائش نکالی گئی ہے۔ جہاں پر ویٹ لفٹنگ کے مقابلے ہو رہے ہیں اس میں الٹرا ماڈرن لائیٹنگ سسٹم، ساؤنڈ کنٹرول، ٹائمنگ اور جدید مواصلاتی نظام کی مدد سے صحافیوں کو بہترین سہولتیں مہیا کی گئی ہیں بیجنگ کے شمال مشرقی نواحی ساحلی علاقے ھینزی میں کشتی رانی کے مقابلوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ چین میں اپنی نوعیت کا منفرد اسپورٹس سنٹر ہے جہاں جدید خطوط پر کشتی رانی کے مقابلے ہو رہے ہیں یہ بندرگاہ سے تقریباً ۶۰۰ مربع میٹر دور واقع ہے جس میں شاندار ٹاور نصب ہیں اور اتھلیٹ کھلاڑیوں کے لئے ہاسٹل بھی موجود ہیں۔ ٹینس کے مقابلے بیجنگ انٹرنیشنل ٹینس سنٹر میں منعقد ہو رہے ہیں۔ جو کہ دنیا کے مشہور ترین ٹمپل آف ہون کے قریب واقع ہے۔ اس کے تین آؤٹ ڈور کورٹس ہیں جس کے ہر ایک کورٹس میں ۲,۵۰۰ تماشائیوں کی گنجائش ہے ٹینس کے علاوہ یہاں پر سوفٹ ٹینس کے مقابلوں کا مظاہرہ بھی کیا جا رہا ہے۔ بیجنگ میں خوبصورت ترین مکسی یون جمناسٹک سٹیڈیم ہے جو کہ دارالحکومت کے جنوبی علاقہ میں وقوع پذیر ہے۔ یہ فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے جسکا ڈیزائن کبوتری کی شکل کا ہے اور اسکو ڈارک براؤن رنگ کے شیشوں سے سجایا گیا ہے۔ اور اوپر کی طرف اٹھتی ہوئی سفید دیواریں ہیں جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔

ہاکی جو ایشیائی کھیلوں میں ہمیشہ سے منفرد مقام اور حیثیت رکھتی ہے۔ اس کیلئے بیجی آگرو سپورٹس سنٹر کا انتخاب کیا گیا ہے جو بیجنگ کے جنوبی علاقے میں واقع ہے اس کی دو گراؤنڈز ہیں جو پوری گراس سے آراستہ ہیں اور ہر ایک گراؤنڈ میں دو ہزار سے زائد تماشائیوں کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے جمناسٹک اور ہینڈ بال کے مقابلے سپورٹس سنٹر میں ہو رہے ہیں جسکی نہایت وسیع اور بڑی سلور گرے چھت ہے۔ باکسنگ کے مقابلے بیجنگ انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن جمنازیم میں ہو رہے ہیں یہ مکڑی کے جالے کی شکل میں خوبصورت ڈیزائن میں بنایا گیا ہے۔ اور اسمیں تین ہزار ۳,۰۰۰ تماشائیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے ایشین گیمز باسکٹ بال کے مقابلے بیجنگ ٹیچرز آف فزیکل ایجوکیشن کیمپس میں منعقد ہو رہے ہیں۔ اس میں ۴۱۵۳ نشستوں کا اہتمام ہے جب کہ اس میں سے ۲۶۶۲ نشستوں کو ان کی جگہوں سے ہٹا کر ٹریننگ کے لئے زیادہ گنجائش نکالی جا سکتی ہے یہ ایک سکوائر بلڈنگ ہے جس کے تین فلور ہیں پہلے فلور کو مقابلوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے دوسرا بطور سٹینڈ تیسرا فلور فکسڈ گیلری کے طور پر ہے۔ بیجنگ ان ڈور سوئمنگ سٹیڈیم اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایشیا کا سب سے بڑا سوئمنگ پول ہے۔ اسکے پانی کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ اس کا پانی ہمیشہ صاف و شفاف رہے گا۔ اسمیں انڈر واٹر لائٹنگ موجود ہے اس میں ایسا نظام فٹ کیا گیا ہے جس سے اسکی لہروں کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے۔ گولف کے مقابلے شن لی گولف کورس میں منعقد ہو رہے ہیں جو دریائے چیوبی کے عقب میں واقع ہے اس گولف کورس کا رقبہ ۲۰۰ ایکڑ خوبصورت چراگاہ پر پھیلا ہوا ہے۔

ٹیبل ٹینس کے مقابلوں کے لئے بیجنگ ورکرز جمنازیم کا انتخاب کیا گیا ہے یہ اپنی نوعیت کا منفرد ان ڈور سٹیڈیم ہے جہاں پر ۱۵,۰۰۰ سے زائد تماشائی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ کر کھیل سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ حکومت چین کو امید ہے کہ جس خوبصورتی اور محنت اور لگن کے ساتھ انہوں نے ایشیائی گیمز کے انعقاد کا بندوبست کیا ہے اسکی یاد برسوں تک لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے گی۔ ایشیائی گیمز کا علامتی نشان پانڈا ہے۔ ہنستے اور مسکراتے چہرے والا پانڈا بیجنگ میں ۲۲ ستمبر سے شروع ہونیوالے گیارہویں ایشیائی کھیلوں میں شرکت کرنے والے لاکھوں تماشائیوں اور ناظرین کی نظروں میں سما رہا ہے۔ پانڈا اصل میں قدیم چینی تہذیب

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توسیع اشاعت الفضل

مندرجہ ذیل احباب و خواتین نے توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

۱۔ مکرم ڈاکٹر منظور احمد صاحب معہ اہل و عیال پشاور ۵۰۰/-
۲۔ " ملک منیر احمد صاحب کراچی ۲۹۵/-
۳۔ " چوہدری خلیل احمد صاحب ڈھلوں دارالصدر غربی ربوہ ۱۰۰/-
۴۔ محترمہ صالحہ و ڈاکٹر صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ ۱۰۰/-
۵۔ " امۃ الرشید صاحبہ بیوہ سید لال شاہ صاحب ۱۵/-
۶۔ مکرم ذوالفقار علی شاہد صاحب پشاور ۵۰/-
۷۔ مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب پشاور ۵۰/-
۸۔ مکرم سید محبوب جنود صاحب منجانب والدہ مسعودہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید جنود اللہ صاحب سرگودہا ۱۵۰/-
۹۔ مکرم مرزا البشیر احمد صاحب دارالبرکات ربوہ ۱۰۰/-
۱۰۔ محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ اسلام آباد ۲۱/-
۱۱۔ " عابدہ پروین صاحبہ شورکوٹ شہر ۵۰/-
۱۲۔ مکرم عبداللطیف صاحب شاہ کوٹی کراچی ۵۰۰/-
۱۳۔ " عطاء المنان صاحب دارالرحمت غربی ربوہ ۱۰/-
۱۴۔ مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ڈوگر پیرو چک ضلع سیالکوٹ ۲۰/-
۱۵۔ محترمہ مختاراں بی بی صاحبہ اہلیہ ملک محمد ابراہیم صاحب پیرو چک ۵۰/-
۱۶۔ " امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ ملک عبدالکریم صاحب چک پیرو ۵۰/-
۱۷۔ مکرم چوہدری محمد مبارک احمد صاحب ولد چوہدری نذیر احمد صاحب کوٹ کوڑا ۱۰/-
۱۸۔ " چوہدری اسد ظہور صاحب ستوری کوٹ کوٹا ۵۰/-
۱۹۔ " چوہدری چراغ دین صاحب کوٹ کوٹا ۳۰/-
۲۰۔ " محمد سلیمان احمد صاحب عراف ۱۰/-
۲۱۔ " ملک نصیر الدین صاحب ساہیوال ۳۰/-
۲۲۔ " چوہدری نصیر احمد صاحب ریلوے ۲۰۰/-
۲۳۔ " ملک عبدالستار صاحب ڈسکہ کوٹ ۱۰/-
۲۴۔ محترمہ بیگم زینب حسن لاہور چھاؤنی ۱۰۰/-
۲۵۔ مکرم منور احمد صاحب راولپنڈی ۱۰۰/-
۲۶۔ محترمہ بیگم چوہدری نبی احمد صاحب محمد علی سوسائٹی کراچی ۵۰۰/-
۲۷۔ مکرم سعید افضال احمد بٹ صاحب خیرپور میرس سندھ ۱۰۰/-

بقیہ صفحہ سے آگے

کے زمانے سے آج تک نیک شگون اور خوش بختی کی علامت خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے گیارہویں ایشیائی کھیلوں کے نشان پانڈا کی کلائی میں جو سرخ ربن بندھے ہوئے دکھایا گیا ہے اس سے مراد خوش نصیبی ہے جبکہ اس کے ہاتھوں میں جو گولڈ میڈل ہے اس پر گیارہویں ایشیائی گیمز کے الفاظ انگریزی میں کندہ ہیں اور گیارہویں کا لفظ رومن زبان میں کندہ کیا گیا ہے۔ پانڈا کا یہ ڈیزائن ایک فلم سٹوڈیو کے ڈیزائنر لیونن گرین نے نہایت ہی محنت اور جانفشانی سے بنایا ہے۔ پانڈا کو چین کی عظیم دیوار پر چلتے ہوئے دکھایا گیا ہے جس کا ڈیزائن ایک سکول ٹیچر ژہ ڈیکسن نے بنایا ہے۔ پانڈا کے پس پردہ منور سورج کی شعاعیں سپرٹ آف گیمز، اتحاد، دوستی اور ترقی ظاہر کر رہی ہیں۔ جبکہ دیوار چین اصل میں قدیم چینی تہذیب کی مظہر ہے۔ بیجنگ میں نمایاں مقامات پر پانڈا کی قدآور تصاویر نصب ہیں۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم غلام مصطفےٰ جتوئی نے قومی مالیاتی کمیشن کا اجلاس ۶ اکتوبر کو طلب کر لیا ہے۔ اس میں کمیشن اور محصولات کی آمدنی وفاق اور صوبوں کے درمیان تقسیم کرنے کے متعلق صدر کو سفارشات پیش کی جائیں گی۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت پر الزام تھا کہ انہوں نے اپنے اقتدار کے بیس ماہ کے دوران یہ اجلاس طلب نہیں کیا تھا۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ چھوٹا جرنیل اس وقت سے ہم سے ناخوش ہے۔ جب سے ہم نے جنرل ضیاء سے ٹکر لی تھی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ صدر کی خواہش ہے کہ پی پی پی ختم ہو جائے۔

○ انتخابات میں حصہ لینے والے نگران وفاقی وزراء مستعفی ہونے پر غور کر رہے ہیں۔

○ آئی ایم ایف اور عالمی بینک نے پاکستان کو ہنگامی امداد دینے سے انکار کر دیا ہے۔

○ اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ سندھ میں ایم کیو ایم کے مقابل پر آئی جے آئی کا کوئی امیدوار کھڑا نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے اس خبر کی صحت پر شک کا اظہار کیا کہ پیپلز پارٹی کراچی میں پروفیسر غفور کی تائید کر رہی ہے۔

○ جمعیت العلمائے پاکستان نیازی گروپ نے آئی جے آئی سے اپنا اتحاد ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

○ جنرل مرزا اسلم بیگ کا کوریا اور چین کا دورہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ سوویت یونین کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے خلیج کے بحران کو حل کرنے کے لئے طاقت کے استعمال کی حمایت کی ہے لیکن کہا ہے کہ طاقت کا یہ استعمال اقوام متحدہ کے ذریعے ہونا چاہیئے۔ ترجمان نے اس خبر کی تردید کی کہ عراق میں پانچ سو سے ہزار روسی مشیر موجود ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ ان کی تعداد صرف ۱۵۰ ہے۔

○ اردن نے اقوام متحدہ کے فیصلے کی تائید میں عراق کی فضائی ناکہ بندی کرنے کا اعلان کیا تھا۔ تاہم اب اردن نے اس فیصلے پر نظر ثانی کا اعلان کیا ہے۔

○ ارجنٹائن کے بحری فوجی دستے بھی خلیج میں پہنچ گئے ہیں۔

○ امریکہ کے وزیر دفاع مسٹر ڈک چینی نے کہا ہے کہ آئندہ سال یورپ کے علاقوں سے ۴۰ ہزار امریکی فوجی واپس بلا لئے جائیں گے۔

○ مشرقی اور مغربی جرمن کا اتحاد ۳ اکتوبر کو ہونے کے بعد پہلی مشترکہ پارلیمنٹ کا اجلاس کہاں ہو۔ یہ سوال متنازعہ حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ مغربی جرمنی یہ اجلاس بون میں اور مشرقی جرمنی یہ اجلاس مشرقی برلن میں کرنا چاہتا ہے۔ اگرچہ مستقبل کے دارالحکومت کے لئے برلن کے نام پر اتفاق ہو چکا ہے۔

اعلان داخلہ

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں داخلہ جات شروع ہیں۔ داخلہ فارم مطبوعہ فارم پر بھجوانے کی آخری تاریخ ۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ نوائے وقت ۱۵ ستمبر ۱۹۹۰ء ملاحظہ فرمائیں۔

(نائب ناظر تعلیم)

داخلہ جاری ہے

آپ کا اپنا

(ربوہ میں پہلا کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ)

انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس۔ ربوہ

بہترین کمپیوٹر لیب کی سہولت۔ ماہر۔ محنتی اساتذہ کی زیر نگرانی۔

نوٹ:۔ (ٹائپ، شارٹ ہینڈ کلاسز کے لئے بھی داخلہ جاری ہے۔)

پتہ:۔ ریلوے روڈ نزد یوٹیلٹی سٹور۔ گلی نمبر 1 دارالرحمت شرقی (الف) ربوہ